جناب افضل حیدری صاحب

افغانستان پر امریکی حملے کا منصوبہ اور پاکستان

پاکستان تاریخ کے نازک ترین دور سے گزر رہا ہے۔ نئی صدی جس تیزی سے آرہی ہے اسی تیزی سے اس کیلئے بحران بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ وطن عزیز ابھی مسئلہ کشمیر کے تناظر میں کارگل بحران سے بخوبی عہدہ برآ نہیں ہو سکا تھا کہ اس کے شمالی مغربی بارڈر پر ایک اور خطرہ انگڑائیاں لینے لگا ہے۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق امریکہ نے ایک بار پھر افغانستان پر حملے اور کمانڈو ایکشن کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ امریکہ نے اس حملے اور کمانڈو ایکشن کیلئے بظاہر اسامہ بن لادن کو آڑ بنایا ہے مگر کارگل میں بھارت کی شکست فاش اور مسئلہ کشمیر پر عالمی برادری کی بیداری کے حوالے سے دیکھا جائے تو کچھ اور منظر ہی ابھر کر سامنے آتا ہے جو ہماری آنکھیں کھول دینے کیلئے کافی ہے۔ اس کی تفصیل آگے چل کر بیان کی جائے گی۔ پہلے اس خطرے کو درست انداز میں محسوس کرنے کیلئے گذشتہ چند روز کی خبروں پر نظر ڈالنا زیادہ بہتر ہوگا۔ کراچی میں افغان قونصل جنرل رحمت اللہ کاکازار نے 20۔ جولائی کو انکشاف کیا کہ امریکہ کے 3 جنگی بحری جہاز گوادر پہنچ گئے ہیں جن پر دور مار میزائل نصب ہیں۔ یاد رہے کہ امریکہ' کینیا اور تنزانیہ میں اپنے سفارت خانوں میں بم دھماکوں کے شبہہ میں اسامہ بن لادن کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنا چاہتا ہے۔ کاکازار نے کہا کہ اگر افغانستان پر حملہ ہوا تو دنیا بھر میں امریکی تنصیبات کو نشانہ بنایا جائے گا۔ ہمارا کسی حکومت کے ساتھ مجرموں کے تبادلے کا معاہدہ نہیں۔ بلوچستان کے محکمہ داخلہ نے امریکی جہازوں کی آمد کی تردید کی تاہم وائس آف امریکہ نے بتایا کہ اسامہ بن لادن کو جلال آباد میں دیکھا گیا ہے جہاں کی آبادی امریکی حملے سے بچنے کیلئے نقل مکانی کر گئی ہے۔ بعد میں ملنے والی اطلاعات سے امریکی حملے کے امکان کو تقویت ملتی ہے۔ پاکستان میں خاص طور پر پشاور میں امریکی دفاتر کی سیکورٹی سخت کر دی گئی ہے۔ بعض اطلاعات کے مطابق امریکی کمانڈوز افغانستان پہنچ گئے ہیں جن میں ایف بی آئی کے وہ اہلکار بھی

شامل ہیں جنھوں نے ڈیرہ غازی خان سے ایمل کانسی کو گرفتار کیا تھا۔ ادھر طالبان نے امریکی دباؤ میں آنے سے صاف انکار کر دیا ہے اور واضح کیا ہے کہ ہم مقابلہ کریں گے۔ طالبان فوجیں چوکس ہو گئی ہیں اور سرحدوں پر میزائل نصب کر دیئے گئے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ ان سطور کی اشاعت تک صورتحال مزید سنگین ہو چکی ہو۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امریکہ کو ٹھیک اس وقت افغانستان میں آپریشن یا حملے کا خیال کیوں آیا جب کشمیر میں بھارتی فوج کو بھاری جانی نقصان ہو رہا ہے اور جنگ کی صورتحال میں بھارت کی شکست سامنے نظر آ رہی ہے۔ حکومت پاکستان کو امریکہ کے افغان آپریشن پر گہری نظر رکھنی چاہیئے اور ایک ایک قدم پھونک پھونک کر رکھنا ہوگا۔ ہم یہ بات فراموش نہیں کر سکتے کہ اگر بھارت سے جنگ لڑنا پڑ گئی تو ہمارے لیے چین کے بعد سب سے اہم ممالک افغانستان اور ایران ہوں گے۔ افغانستان پر امریکہ کا حملہ پاکستان کی پوزیشن انتہائی نازک بنا دے گا۔ امریکہ ایک حملے سے کئی محاذ فتح کرنے کی تدبیر کر رہا ہے اور بھارت کا "ساہ سوکھا" کرنا چاہتا ہے۔ یہ بات طے ہے کہ جب کبھی طالبان اندرونی مسائل (جن میں خانہ جنگی سب سے بڑا مسئلہ ہے) سے فارغ ہو گئے تو ان کی پہلی ترجیح کشمیر میں نہتے مسلمانوں کو قتل کرنے والی بھارتی فوج کے خلاف جہاد ہوگی۔ بھارتی فوج جس سے نوعمر غیر تربیت یافتہ مجاہدین ہی قابو نہیں آئے ان طالبان سے کیا لڑے گی جن کی ساری عمر ہی روسی ریچھ کو ناکوں چنے چبواتے گزری اور جو پہاڑی علاقوں میں گوریلا جنگ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ ایک سپر پاور کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینے والوں کیلئے بھارت کے حصے بخرے کرنا کیا مشکل ہوگا۔ بھارت اور امریکہ کو شک ہے کہ طالبان ابھی بھی کشمیر میں لڑ رہے ہیں۔ روس کے خلاف جہاد میں پاکستان نے طالبان کا ساتھ دیا تھا اور اس کی قیمت اپنے ملک میں بم دھماکوں اور کلاشنکوف کلچر کی صورت میں ادا کی اس لیے طالبان اس کا یہ احسان چکانے کیلئے جہاد کشمیر میں ضرور حصہ لیں گے۔ امریکہ ان کی کمر توڑ کر نہ صرف خطے میں اسلامی نشاۃ ثانیہ کا راستہ روکنا چاہتا ہے بلکہ بھارت کو بھی اس خطرے سے ہمیشہ کیلئے محفوظ کرنا چاہتا ہے۔ افغانستان پر حملے کیلئے کسی نہ کسی طرح پاکستان کی سرزمین ضرور استعمال ہوگی' چاہے اس کے صرف میزائل ہی پاکستان کی فضاؤں

سے گزر کر ہمارے افغان بھائیوں پر برسیں۔ اس صورت میں طالبان کو پاکستان سے شکوے پیدا ہو سکتے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تھا تو ایسی غیر مصدقہ اطلاعات آئی تھیں کہ پاکستان کو اس کا پیشگی علم تھا۔ اگرچہ پاکستان نے اس کی تردید کی تھی اور امریکی حملے پر احتجاج بھی کیا تھا تاہم دفتر خارجہ نے ہمیشہ کی طرح اس میں تھوڑی تاخیر کر دی تھی اس بار پاکستان کو حملے سے پہلے ہی امریکہ پر واضح کر دینا چاہیے کہ افغانستان پر حملہ پاکستان پر حملہ تصور ہوگا۔ حکومت کو یاد رکھنا چاہئیے کہ مشکل میں سب سے پہلے ہمسایہ ہی مدد کو پہنچتا ہے۔ اگر حملہ ہو گیا تو کچھ عرصہ پہلے امریکی آرمی چیف جنرل انتھونی زینی کی پاکستان آمد کو بھی اس سلسلے کی کڑی سمجھا جائے گا۔ اگرچہ حکومت نے اسامہ بن لادن کے معاملے میں اپنی پوزیشن یہ کہہ کر صاف کر دی ہے کہ ہمارا اس سے تعلق ہے نہ اس کی گرفتاری کیلئے امریکہ کو یقین دہانی کرائی گئی ہے تاہم ابھی مزید سخت موقف اپنانے کی ضرورت ہے۔ پاکستان نے بھارت سے حالیہ کشیدگی میں اپنے دوسرے اہم ترین ہمسایہ اور برادر اسلامی ملک ایران کی حمایت حاصل کرنے کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی، اس لئے اس کی طرف سے کارگل بحران پر پاکستان کے حق میں کوئی ٹھوس بیان نہیں آیا۔ اب اگر امریکہ افغانستان پر حملہ کرتا ہے تو ایران بظاہر بے شک خاموش رہے لیکن اندر سے اس کی حمایت کرے گا کیونکہ وہ مزار شریف کے زخم ابھی تک نہیں بھولا، جہاں طالبان کے قبضے کے بعد ایران کے دس سفارتکاروں کی لاشیں ملی تھیں، اس صورت میں ایران اور پاکستان میں کشیدگی پھر جنم لے سکتی ہے۔ امریکہ اور ایران ایک دوسرے کے لاکھ دشمن سہی مگر طالبان کے معاملے پر ان کے مفادات مشترکہ ہیں اس لیے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ امریکہ افغانستان پر حملہ کر کے پاکستان کو عین اس وقت ان دو پڑوسیوں کی حمایت سے محروم کر سکتا ہے جو بھارت سے جنگ کی صورت میں اس کے دست وبازو بن سکتے ہیں۔ کارگل سے مجاہدین کا انخلاء کرانے کے بعد اب انکل سام افغانستان اور ایران کو پاکستان کی طرف سے بدگمان کرنے کی جس سازش پر عمل کر رہا ہے وہ اس کے نیو ورلڈ آرڈر کا سب سے اہم حصہ ہے۔ امریکہ کسی صورت یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ جن اسلامی قوتوں نے افغانستان میں سر ابھارا ہے وہ مقبوضہ کشمیر میں دوسرا جنم لے کر ایک اور خود ساختہ سپر پاور کے

ٹکڑے ٹکڑے کریں اور خطے میں مضبوط اسلامی بلاک وجود میں آئے۔ بھارت کی شکست اس کے نیو ورلڈ آرڈر کی شکست ہو گی۔ وہ بھارت کو چین کے خلاف کھڑا کرنا چاہتا ہے۔ چین جو کہ مستقبل کی دوسری بڑی طاقت ہے امریکہ کو ایک آنکھ نہیں بھاتا' اس کا کمیونسٹ سیٹ اپ اور کلچر امریکہ کو اپنی موت لگتا ہے۔ سرمایہ دار نہیں چاہتا کہ روس سے جان چھوٹنے کے بعد اسے ایک اور کمیونسٹ سپر پاور کا مقابلہ کرنا پڑے۔ بھارت کی حفاظت امریکی نیوورلڈ آرڈر کا حصہ ہے جس پر عملدر آمد کا آغاز ہو چکا ہے۔ امریکہ براہ راست پاکستان پر حملہ کر کے اس کی طاقت ختم نہیں کر سکتا لیکن اندر ہی اندر اس کی جڑیں کاٹ رہا ہے۔ حکومت پاکستان کو یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اس کیلئے امریکہ سے زیادہ افغانستان اور ایران اہم ہیں اور پھر چین بھی تو اس کے ساتھ ہے۔ افغانستان میں خانہ جنگی کے خاتمے کیلئے پاکستان جو کوشش کر رہا ہے انہیں مزید تیز بلکہ بہت تیز کرنے کی ضرورت ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ اپنے مشترکہ دوستوں کو جو آپس میں دشمن ہیں ایک دوسرے کے قریب لائے' ان کی غلط فہمیاں دور کرائے اور تینوں ممالک پر مشتمل اسلامی بلاک بنانے کی راہ ہموار کرے۔ بعد میں اس بلاک میں وسطی ایشیائی ریاستیں بھی شامل کر لی جائیں تو جو نقشہ ابھرے گا وہ بھارت' روس' اسرائیل' امریکہ سب کو ہلا کر رکھ دے گا۔ اس اسلامی بلاک کے ممالک آپس میں معاہدہ کریں کہ ان میں سے کسی ایک پر حملہ سب پر حملہ تصور ہو گا اور سب مل کر جارح ممالک کے خلاف لڑیں گے۔ ایٹمی قوت سے لیس اور تیل کی دولت سے مالا مال ملک اس بلاک کے رکن ہوں گے تو تعمیر و ترقی کی منزلیں ہفتوں نہیں دنوں میں طے ہوں گے' اس بلاک سے اچھے تعلقات رکھنا امریکہ اور یورپ کی مجبوری ہو گی۔ یہ بلاک مختلف معاملات پر مشترکہ مؤقف اپنا کر اپنی شرائط آسانی سے منوا سکے گا۔ امریکہ جانتا ہے کہ جس روز افغانستان میں امن قائم ہو گیا اس روز سے خطے میں اسکے مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے اس لیے وہ یہاں خانہ جنگی برقرار رکھنا چاہتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

(بشکریہ "خبریں")